ADVANCE SOCIAL SCIENCE ARCHIVE JOURNAL
Available Online: https://assajournal.com
Vol. 04 No. 02. Oct-Dec 2025.Page#.1886-1909
Print ISSN: 3006-2497 Online ISSN: 3006-2500
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

The Psychological Impact of Quranic Stories and Parables: A Contemporary Study in Crime Prevention and Social Reform

قصص وتمثیلاتِ قرآنی کانفسیاتی اثر: انسدادِ جرائم واصلاحِ معاشرہ میں عصری مطالعہ

Mr.Ch Ali Raza
Ph.D. Scholar, Department of Usoolud Deen, Faculty of Islamic Studies, University of Karachi, Karachi
Prof. Dr Nasiruddin
Associate Professor and Chairman, Department of Usoolud Deen, Faculty of Islamic Studies, University of Karachi, Karachi

ABSTRACT

The Holy Quran is a divine revelation, it is a means of nearness to God, it is a recipe for the eternal world, it is the source of all knowledge, it is a collection of guidance, a treasury of mercy and a source of blessings, it is a constitution that can be followed to solve all problems, it is a light that can dispel all the darkness of misguidance, it is a path. It is a system of reform and training that leads directly to the pleasure of Allah and Paradise, which purifies man and makes him ideal. It is a tree under whose shade the heart feels at peace. The Holy Quran is the comprehensive and multi-topic book of the world, which contains the solution to the problems that arise in the world. Among these topics are Quranic stories and parables, through which the Quran has played an important role in combating crime and reforming society in the modern era. Al-Qasas in Arabic means to follow the signs. It is called Qasas Atharah, meaning I followed its signs, and Qasas Masdar. The Holy Quran adopts different psychological approaches to understanding divine teachings and commands. Sometimes he adopts the style of narration of a story, sometimes the style of narration of encouragement and exhortation, and sometimes the style of analogy and metaphor. The purpose of this change in style of narration is to fully embed the facts and meanings, the commands and decrees, in the minds and hearts. The stories and parables of the Quran reveal the psychological effects of religious crime prevention, showing how Allah destroyed and annihilated nations that practiced kufr and polytheism. Moreover, He placed their religious crimes before us so that we could be psychologically trained and avoid the crimes that those nations were involved in and destroyed. Through the stories and parables of the Quran, we learn lessons about preventing social crimes. History is a witness that when the evil deeds of a nation exceed the limit, God's mercy and law first give it time to reform itself. If he does not change his ways even then, the law of God's punishment for actions comes into play and in addition to the punishment of the Hereafter, he is thrown into humiliation and degradation in this world. In the stories and parables of the Quran, social crimes have been repeatedly rejected from a psychological perspective because social evils, i.e. social crimes, become a scourge for society. Every society has a constitution according to which people live their lives and conduct their daily affairs under these principles. The stories and parables of the Quran have fostered the sentiments of paying Zakat and Sadaqah, taught mutual love and compassion, and granted the knowledge of God, and through this one is blessed with inner light, whereas the nations whose destruction is mentioned in the previous nations are deprived of the divine light. Quranic stories and parables taught society to be grateful for the abundance

of blessings because when evil deeds increase, this darkness also increases. Quranic stories and parables instilled in the mind a hatred for social crimes because the Quran shows that the Children of Israel did evil upon evil and the effects of these evil deeds are as followsThe stories and parables of the Quran provided insight into the identification and remedy of social crime and paved the way for repentance, whereas when the Prophet Israel and the disobedient nations sank so deeply into the mire of sin, the very concept of sin disappeared from such a society.

***Keywords**: Stories from the Quran, proverbs from the Quran, psychological effects, crime prevention, social reform, psychological effects of the Quran.*

قرآن کریم وحی الٰہی ہے، یہ قُربِ خداوندی کا ذریعہ ہے، رہتی دنیا تک کے لیے نسخہ کیمیاء ہے، تمام علوم کا سرچشمہ ہے، یہ ہدایت کا مجموعہ، رحمتوں کا خزینہ اور برکتوں کا منبع ہے، یہ ایسا دستور ہے جس پر عمل پیرا ہو کر تمام مسائل حل کیے جاسکتے ہیں، ایسا نور ہے، جس سے گمراہی کے تمام اندھیرے دور کیے جاسکتے ہیں ایسا راستہ ہے، جو سیدھا اللہ پاک کی رضا اور جنّت تک لے جاتا ہے، اصلاح و تربیت کا ایسا نظام ہے جو انسان کا تزکیہ کرکے (یعنی انسان کو پاک کرکے) اسے مثالی بنادیتا ہے، ایسا درخت ہے جس کے سائے میں بیٹھنے والا قلبی سکون محسوس کرتا ہے۔ قرآن مجید دنیا کی جامع اور کثیر الموضوعات کتاب ہے جس میں رہتی دنیا تک پر پیش آنے والے مسئلہ کا حل ہے۔ انہی موضوعات میں سے قِصص و تمثیلاتِ قرآنی ہیں جن کے ذریعے عصر حاضر میں انسداد جرائم و اصلاح معاشرہ میں قرآن نے اہم کردار ادا کیا ہے۔

قصص کا معنی و مفہوم

القصص عربی زبان میں نشانات کا پیچھا کرنے کو کہا جاتا ہے کہا جاتا ہے قصص اثرہ یعنی میں نے اس کے نشانات کا پیچھا کیا اور قصص مصدر ہے۔[1]

قصص کا مادہ ہے ق، ص، ص القص - کے معنی نشان قدم پر چلنے کے ہیں۔ محاورہ ہے۔ قصصت اثرہ یعنی میں اس کے نقش قدم پر چلا اور قصص کے معنی نشان کے ہیں۔[2]

امام راغب اصفہانی قصص کی وضاحت کرتے ہوئے سورۃ کی آیت نمبر کے تحت لکھتے ہیں: **قصص** - الْقَصُّ : تتبّع الأثر، يقال: قَصَصْتُ أثره، والْقَصَصُ : الأثر. قال تعالى: فَارْتَدَّا عَلى آثارِهِما قَصَصاً[3] وَقالَتْ لِأُخْتِهِقُصِّيهِ -[4] قرآن میں ہے: فَارْتَدَّا عَلى آثارِهِما قَصَصاً[5] تو وہ اپنے اپنے پاؤں کے نشان دیکھتے دیکھتے لوٹ گئے۔ وَقالَتْ لِأُخْتِهِ قُصِّيهِ[6] اور اسکی بہن کہا کہ اس کے پیچھے پیچھے چلی جا۔[7]

---

[1] مناع القطان (ترجمہ عبد اللہ سرور)مباحث فی علوم القرآن،مکتبہ محمدیہ قذافی سٹریٹ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہورمارچ 2016-،ص398

[2] راغب اصفہانی ، حسن بن محمد ،علامہ، المفردات،ایران:مطبو عۃ المکتبۃالمرتضویہ،1342ھ ،زیر تحت آلایۃ،وَ قَصَّ عَلَيْهِ الْقَصَصَ،سورۃ القصص:25

[3] الکھف 64

[4] القصص 11

[5] الکھف 64

[6] لقصص 11

[7] راغب اصفہانی ، حسن بن محمد ،علامہ، المفردات، زیر تحت آلایۃ،وَ قَصَّ عَلَيْهِ الْقَصَصَ،سورۃ القصص:25

قصص قرآن سے مراد ایسا حادثہ جس کے اسباب اور نتائج واضح ہوں تو کان اس کی طرف لگ جاتے ہیں اور جب ایسے واقعات سابقہ لوگوں کی خبریں اور عبرت کا سامان بھی فراہم کریں تو ان کی معرفت سے مطلع ہونے کی محبت ایسا قومی سبب ہوتا ہے کہ

"ایسا حادثہ جس کی وجہ سے عبرت دل میں رائج ہو جاتی ہے اور وہ نصیحت جسے بطور خطاب بیان کیا گیا ہو عقل و شعور میں اس کے تمام پہلو نہیں آتے، اور نہ ہی بیان کی ہوئی ساری بات یاد رہتی ہے لیکن جب وہ عبرت زندگی میں پائے جانے والے کسی ایسے واقعہ کی شکل اختیار کر لیتی ہے کہ جس کے اہداف واضح ہوں تو انسان اس بات کو بڑی خوشی سے سنتے، بڑے شوق اور دلجوئی کے ساتھ اس کی طرف کان لگاتے اور اس میں بیان ہونے والی نصیحتوں اور عبرتوں سے متاثر ہوتے ہیں، ایسی نصیحتوں کو قصص کا جاتا ہے۔"[8]

جبکہ آج تو قصہ گوئی کا ادب لغوی فنون اور اداب میں ایک خاص فن بن چکا ہے اور بچے قصائص عربی اسلوب میں اس دور کی بہترین نمائندگی کرتے ہیں اور قصے کی نہایت ہی اعلیٰ شکل میں قرآن کریم تصویر کشی کرتا ہے۔

قصص جمع ہے قصہ کا۔ جس سے مراد قرآن مجید کے وہ عبرت انگیز قصے ہیں جو قرآن میں اللہ تعالی نے اپنے رسول کے ذریعے بیان فرمائے۔ پہلی امتوں کے احوال، انبیائے سابقین، حادثات اقوام ذکر فرمائے پھر قوموں، قبیلوں، شہروں اور بستیوں کے احوال بھی تاریخی طور پر بیان کیے جنہیں قصص القرآن کہا جاتا ہے۔ قرآن کریم کا اہم موضوع قصص اور واقعات ہیں، قرآن کریم میں جو واقعات بیان ہوئے ہیں انھیں دو قسموں پر تقسیم کیا جاسکتا ہے ایک وہ واقعات جو ماضی سے متعلق ہیں اور دوسرے جو مستقبل سے متعلق ہیں۔[9]

قرآن کی زیادہ تر داستانیں پیغمبروں کی زندگی کے بارے میں ہیں۔ قرآن نے خاص طور پر پیغمبروں جیسے ابراہیم علیہ السلام موسی علیہ السلام عیسی علیہ السلام یوسف علیہ السلام اور پیغمبر اعظم محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ قرآنی داستانوں کو قصص القرآن کہا جاتا ہے قصص قصہ کی جمع ہے جس کا مطلب داستانیں ہیں۔[10] قرآن خود ایک آیت میں داستان گوئی کی خصوصیت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ سورہ طہ کی آیت ۹۹ میں ہے کہ قرآن گذشتہ لوگوں کی داستانیں پیغمبر اکرم کے لیے بیان کرتا ہے سورہ یوسف میں بھی حضرت یوسف کی زندگی کی داستان کو بہترین داستان کہا گیا ہے جو پیغمبر سے بیان کی گئی ہے۔[11] بعض روایات میں خود قرآن کے لیے احسن القصص (بہترین داستان) کی عبارت استعمال ہوئی ہے۔[12]

تمثیلات کا معنی و مفہوم

قرآن مجید تعلیماتِ الٰہی اور احکام کی تفہیم کے لیے نفسیاتی اعتبار مختلف اسلوب اختیار کرتا ہے۔ کبھی قصے کا اسلوبِ بیان اختیار کرتا ہے، کبھی ترغیب و ترہیب کا پیرایۂ بیان، تو کبھی تشبیہ و تمثیل کا انداز۔ اس تبدیلی پیرایۂ بیان کا مقصد یہ ہے کہ حقائق و معانی، احکام و فرامین، ذہنوں اور دلوں میں پورے طریقے سے بیٹھ جائیں۔

8 مناع القطان (ترجمہ عبد اللہ سرور)مباحث فی علوم القرآن، ص398،ص398
9 مناع القطان (ترجمہ عبد اللہ سرور)مباحث فی علوم القرآن ،ص393
10 بلاغی ،سید صدر الدین، قصص قرآن ، 1380ھ ،ص14
11 سید محمد باقر حکیم ،القصص القرآنی،ص14
12 مکارم شیرازی، تفسیر نمونہ، 301/9

امثال مثل کی جمع ہے، اس کو مَـثَـلَ ، مَـثِـلَ اور مَـثِـیـل تینوں طرح پڑھا جاسکتا ہے، یہ لفظی اور معنوی دونوں لحاظ سے شبہ، شِبہ اور تشبیہ کی طرح ہے۔ ادب میں مثل اس قول کو کہا جاتا ہے جو عمومی طور پر بیان کیا جاتا ہو، اس میں اسی حالت کو جس کے بارے میں وہ امثال بیان کی گئی ہوں اس حالت سے تشبیہ دی جاتی ہے جس کے لئے وہ امثال کہی گئی تھیں[13]

الآيَاتُ الَّتِي تَضَمَّنَتْ تَشْبِيهَ شَيْءٍ بِشَيْءٍ أَوْ مَعْنًى رَائِعٍ بِإِيجَازٍ لِتَقْرِيبِ المَعَانِي أَوْ كَشْفِ الحَقَائِقِ وَنَحْوِ ذَلِكَ.[14]

وہ آیات جن میں مفاہیم کو ذہن کے قریب تر بنانے یا پھر حقائق کی وضاحت وغیرہ کی غرض سے کسی شے کی کسی اور شے یا مختصر انداز میں کسی عمدہ معنی سے تشبیہ پائی جاتی ہے۔

مَـثَـل ، مِـثـل اور مَـثِـیـل، تینوں کا معنی ایک ہے لیکن اس کا عام استعمال ضرب المثل اردو کے معنی میں ہوتا ہے اور بطور استعارہ کسی حالت کے بیان کو بھی کہتے ہیں[15]

مثل یہ عربی زبان کا لفظ ہے اور اس کی جمع امثال اور تمثیلات ہے ڈاکٹر مفتی کریم خان لکھتے ہیں:

ایک صورت حال کا دوسری صورتِ حال کے ساتھ پوری پوری مطابقت ہونا اور صورتِ حال کی پوری تصویر کا سامنے ہونا تمثیل کہلاتا ہے۔ یہ لفظ مختلف معانی کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ مانند، نظیر، کہاوت، افسانہ، مشہور قول، تشبیہہ، عبرت، روایت، معیار، نمونہ، صفت، بات، دلیل، مقدار، ہم صورت، ہم شکل، کہانی، داستان، یکساں، ویساہی، موافق، جیسا، تصویر، صورت، حکایت۔[16]

وہ آیات جن میں مفاہیم کو ذہن کے قریب تر بنانے یا پھر حقائق کی وضاحت وغیرہ کی غرض سے کسی شے کی کسی اور شے یا مختصر انداز میں کسی عمدہ معنی سے تشبیہ پائی جاتی ہے۔[17]

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

فان القرآن نزل علیٰ خمسة اوجہ حلال وّحرام وّمحکم وّمتشابہ وامثال، فاعملوا بالحلال وجتنبوا الحرام واتّبعوا المحکم وأمنوا بالمتشابہ واعتبروا بالامثال[18]

”بے شک قرآن کریم پانچ وجوہ کی بناء پر نازل ہوا ہے۔ حلال، حرام، محکم، متشابہ اور امثال، پس تم لوگ حلال پر عمل کرو اور حرام سے اجتناب کرو، محکم کی اتباع اور پیروی کرو، متشابہ پر ایمان لاؤ اور امثال سے عبرت و نصیحت حاصل کرو“۔

قرآن مجید نے بہت ساری باتیں ہمیں مثالوں کے ذریعے سمجھائی ہیں۔ جس طرح کہ قرآن مجید میں مومن کی مثال یوں بیان فرمائی گئی ہے ”اللہ تعالیٰ نے پاکیزہ بات کی مثال پاکیزہ درخت کے جیسی بیان فرمائی، جس کی جڑ قائم ہو اور شاخیں آسمان میں ہیں اور وہ اپنے رب کے حکم سے ہر وقت پھل دیتا ہے۔

13 سرور، مولاناعبداللہ، ”علوم القرآن“، لاہور، مکتبہ محمدیہ، طبع سوم، 2011ء، ص363

14 ألسيوطي ، عبد الرحمن بن أبي بكرجلال الدين ، الاتقان فی علوم القرآن، مطبوعہ مصطفی البابی، مصر ،: 44/4

15 نسفی، ابوالبرکات، عبداللہ بن احمد بن محمد، مولانا شمس الدین(مترجم)، ”مدارک التنزیل حقائق التاویل“، لاہور، مکتبة العلم، ص75

16 کریم خان، ڈاکٹر ، مفتی ، امثال الحدیث والقرآن، مکتبہ حوزہ علمیہ اچھرہ لاہور، طبع اول2019ء، ص195

17 عبد القادر محمد منصو ، موسوعة علوم القرآن، دار القلم العربی ، حلب ، الطبعةالأولی، 1/ 487

18 البیہقی ، ابوبکر احمد بن حسین ، ”شعب الایمان للبیہقی“، بیروت، دارالکتب العلمیہ، باب الحادی عشرمن شعب الایمان وھو باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ، ج2، ص727

اَلَمْ تَـرَ كَـيْفَ ضَرَبَ الـلّٰـهُ مَـثَلًا كَـلِمَةً طَـيِّـبَـةً كَـشَجَرَةٍ طَـيِّـبَـةٍ اَصْلُـهَـا ثَـابِـتٌ وَّفَـرْعُـهَـا فِـى الـسَّمَـآءِ[19]

کیا تونے نہیں دیکھا کہ اللہ نے کلمہ پاک کی ایک مثال بیان کی ہے گویا وہ ایک پاک درخت ہے کہ جس کی جڑ مضبوط اور اس کی شاخ آسمان میں ہے۔"

اسی طرح کتب احادیث میں بے شمار باتیں مثالیں دے کر سمجھائی گئی ہیں۔ اس لیے اس بات کی ضرورت ہے کہ احادیث مبارکہ میں جو باتیں مثالیں دے کر سمجھائی گئی ہیں ان کو عام کیا جائے اور لوگوں تک پہنچایا جائے اور ان سے حاصل ہونے والی عبرتیں، نصیحتیں اور مسائل کو بیان کیا جائے تاکہ لوگ ان سے استفادہ کر سکیں۔

قصص و تمثیلاتِ قرآن کے مقاصد

قرآن کے زیادہ داستان کے استعمال کی وجہ داستان میں روح اور فکر پر اثر انداز ہونے کی قابلیت کو سمجھا جاتا ہے۔[20]

براہ راست نصیحت انسان کی طبیعت گراں گزرتی ہے اس لئے قرآن نے داستان کی شکل میں بلا واسطہ نصیحتوں کو بیان کیا ہے۔۔[21] قرآن خود داستانوں (قصوں) کو بیان کرنے کا مقصد پیغمبر اکرم ﷺ کا اطمئنان، نصیحت کرنا، مومنین کو متوجہ کرنا اور انسانوں کا سبق حاصل کرنا بتایا ہے۔ قرآن کی بہت سی آیات گذشتہ لوگوں کے انجام پر غور فکر کرنے کی تلقین کرتی ہیں۔[22]

قرآن کی آیات کے مطابق قرآنی داستانیں افسانہ یا خود ساختہ نہیں ہیں بلکہ یہ واقیعت رکھتی ہیں تاکہ صاحبان عقل ان سے عبرت حاصل کریں اور مومنین کی ہدایت کا سبب بنیں۔

تمثیل (allegory) کا اسلوب بھی اسی مقصد کے لیے ہے، تاکہ اعلیٰ حقائق دل کی گہرائیوں میں اتر جائیں، ذہن و دماغ کے دریچوں میں اچھی طرح رچ بس جائیں۔ تمثیل ادب کی ایک دل نواز قسم ہے، جو بات کو سمجھانے کے لیے تیر بہ ہدف کا اثر رکھتی ہے۔ اس کی بڑی اہمیت ہے۔ اسی اہمیت کے پیش نظر ہر پیغمبر، حکیم، خطیب، مصنف اور ہر استاد تمثیلات و تشبیہات کو بھی اختیار کرتا ہے۔ اسی وجہ سے انبیا و حکما کے کلام میں اس کی بڑی کثرت پائی جاتی ہے۔

مقام عبرت

قصص و تمثیلاتِ قرآنیہ میں سابقہ اقوام کی بستیوں کو اللہ نے مقام عبرت بنایا ہے مگر ہم لوگوں نے ان بستیوں کو سیر گاہ بنالیا ہے فوٹو شوٹ ہوتا ہے تصوریں بنائی جاتیں ہیں اور لوگ سوشل میڈیا پہ لگاتے ہیں جبکہ عبرت کی نگاہ سے دیکھنے رونے، سسکیاں بھرنے اور ان کو دیکھ کر توبہ کرنے والے بہت کم ہوتے ہیں۔

انسدادِ جرائم پر قصص و تمثیلاتِ قرآن کے عصری نفسیاتی اثرات

آج یہ قصص و تمثیلات کی صورت میں ہمارے سامنے قرآن کے حصے کی صورت میں موجود ہیں۔ ہماری طرف نبی آخر الزماں ﷺ تشریف لائے، ایسے ہی پہلے بھی نبی تشریف لائے اور انہوں نے جرائم سے قوموں کو روکا جیسا کہ قرآن میں ہے کہ: ثمود کی طرف ہم نے

---

[19] ابراہیم: 24-25

[20] سید محمد شیرازی ،داستان قرآن ، ص29

[21] بلاغی ،سید صدر الدین، قصص قرآن ، ص13

[22] سید محمد شیرازی ،داستان قرآن ، ص29

اُن کے بھائی صالح کو بھیجا۔ اس نے کہا" اے برادرانِ قوم، اللہ کی بندگی کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی خدا نہیں ہے۔ تمہارے پاس تمہارے ربّ کی کھلی دلیل آگئی ہے۔ یہ اللہ کی اونٹنی تمہارے لیے ایک نشانی کے طور پر ہے، لہٰذا اِسے چھوڑو کہ خدا کی زمین میں چَرتی پھرے۔ اس کو کسی برے ارادے سے ہاتھ نہ لگانا ورنہ ایک دردناک عذاب تمہیں آلے گا۔ لیکن قوم تھی کہ اسے ان اللہ کی نشانی کی قدر ہی نہ تھی اور اس کے قتل کے درپے تھی:

"اُنہیں اپنے ہرے بھرے نخلستانوں میں آزادی سے گھومتی پھرتی اونٹنی ایک آنکھ نہ بھاتی تھی اور جب وہ یہ دیکھتے کہ اپنی باری آنے پر اونٹنی ایک ہی سانس میں پورے کنویں کا پانی پی جاتی ہے، تو حیران ہو کر اسے جادو سے تشبیہ دیتے۔"[23]

آخر کار ہوا کیا کہ قرآنِ پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوْا يٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ [24]

"آخر اُنہوں نے اونٹنی (کی کونچیں) کاٹ ڈالیں اور اپنے پروردگار کے حکم سے سرکشی کی اور کہنے لگے کہ صالحؑ جس چیز سے تم ہمیں ڈراتے تھے اگر تم (اللہ) کے پیغمبر ہو، تو اسے ہم پر لے آو۔" [25]

پھر انہوں نے اس اونٹنی کو مار ڈالا اور پورے تمرّد کے ساتھ اپنے ربّ کے حکم کی خلاف ورزی کر گزرے اور ایسے عذاب کا شکار ہوئے جو اس سے پہلے کسی قوم پہ نہ آیا تھا

مذہبی انسدادِ جرائم پر نفسیاتی اثرات

قصص وتمثیلاتِ قرآنیہ میں مذہبی انسدادِ جرائم پر نفسیاتی اثرات ملتے ہیں کہ اللہ نے کفر و شرک کرنے والی قوموں کو کیسے کیسے تباہ و برباد کیا اور مزید یہ کہ انکے مذہبی جرائم کو ہمارے سامنے اس لئے رکھا کہ ہماری نفسیاتی تربیت ہو اور ہم ان جرائم سے بچیں جن میں وہ قومیں مبتلا ہو کر تباہ ہوئیں۔

کفر و شرک

قصص و تمثیلاتِ قرآنیہ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ دینِ اسلام میں عقیدہ توحید پہلا اور بنیادی رکن ہے۔ آج حالتِ زار یہ ہے کہ ہم آہستہ آہستہ کفر و شرک میں مبتلا ہوتے جا رہے ہیں جبکہ یہ مذہبی بداعمالی گزشتہ قوموں میں بھی۔

وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ط اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ[26]

اور (یاد کیجیے) جب لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اور وہ اسے نصیحت کر رہا تھا، اے میرے فرزند! اللہ کے ساتھ شرک نہ کرنا، بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُونِ مِنْ بَعْدِ نُوحٍ [27]

[23] علّامہ جلال الدّین سیوطی،درمنشور449/3
[24] الشعراء158:28
[25] الا عراف77:7
[26] لقمان، 31/ 13

"اور ہم نے کتنی ہی (قومیں) نوح کے بعد ہلاک کر دیں۔"

صاحب روح البیان رحمۃ اللہ علیہ اس آیت بالا کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

" عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ قَالَ: كَانَ لِآدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ خَمْسَةُ بَنِينَ وَدٌّ وَسُوَاعٌ وَيَغُوثُ وَيَعُوقُ وَنَسْرٌ وَكَانُوا عُبَّادًا، فَمَاتَ رَجُلٌ مِنْهُمْ فَحَزِنُوا عَلَيْهِ حُزْنًا شَدِيدًا فَجَاءَهُمُ الشَّيْطَانُ فَقَالَ: حَزِنْتُمْ عَلَى صَاحِبِكُمْ هَذَا؟ قَالُوا: نَعَمْ قَالَ: هَلْ لَكُمْ أَنْ أُصَوِّرَ مِثْلَهُ فِي قِبْلَتِكُمْ إِذَا نَظَرْتُمْ إِلَيْهِ ذَكَرْتُمُوهُ؟ فَقَالُوا: لَا نَكْرَهُ أَنْ تَجْعَلَ لَنَا فِي قِبْلَتِنَا شَيْئًا نُصَلِّي إِلَيْهِ ـ"[28]

"محمد بن کعب قرظی سے روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے پانچ بیٹے تھے۔ ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر۔ پس وہ نیک لوگ تھے۔ ان میں سے ایک آدمی فوت ہو گیا تو لوگ اس پر بہت زیادہ غمگین ہوئے پس ان کے پاس شیطان آیا اس نے ان سے کہا کہ تم کو اپنے ساتھی کا بہت غم ہے تو ان سب نے کہا ہاں تو اس نے کہا کہ میں تمہیں اس کی مثل صورت بنا دوں جو تم اپنی سجدہ والی جگہ پر رکھا کرو کہ جب تم ان کی طرف دیکھو تو تم کو ان کی یاد آجائے۔ انہوں نے کہا کہ ہم اس میں کراہت محسوس کرتے ہیں کہ یہ ہماری سجدہ والی جگہ پر ہو اور ہم اس پر نماز کو قائم کریں۔"

بخاری کی حدیث مبارکہ ہے:

«رِجَالٍ صَالِحِينَ مِنْ قَوْمِ نُوحٍ، فَلَمَّا هَلَكُوا أَوْحَى الشَّيْطَانُ إِلَى قَوْمِهِمْ، أَنِ انْصِبُوا إِلَى مَجَالِسِهِمُ الَّتِي كَانُوا يَجْلِسُونَ أَنْصَابًا وَسَمُّوهَا بِأَسْمَائِهِمْ، فَفَعَلُوا، فَلَمْ تُعْبَدْ، حَتَّى إِذَا هَلَكَ أُولَئِكَ وَتَنَسَّخَ العِلْمُ عُبِدَتْ»[29]

"یہ قوم نوح کے نیک حضرات کے نام تھے پس جب یہ فوت ہوئے تو شیطان نے آکر ان کی قوم کے دل میں بات ڈالی کہ تم اپنی مجلسوں میں ان کے نام کے بت بنا کر نصب کرو پس انہوں نے ان بتوں کو بنا کر نصب کیا اور ان کے نام رکھے پس انہوں نے ان کی عبادت نہ کی۔ لیکن جب یہ نسل گزر گئی تو بعد میں آنے والی نسل نے ان کو پوجنا شروع کر دیا۔ بت پرستی کا آغاز یہی سے ہوا۔"

آج ہماری قوم نے بھی شرک کی ایک صورت نکال لی ہے کہ جو کوئی بزرگ کہیں سے گزر جاتا ہے کسی درخت کے نیچے بیٹھ گیا تو اسے اپنا حاجت روا سمجھ لیا جبکہ یہ جرم بھی سابقہ اقوام کی تباہی کا سبب بنا۔

عبادتِ الٰہی سے عراض

حضرت ھود علیہ السلام نے فرمایا:

وَاِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ۗ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ۗ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ[30]

---

[27] الاسراء 17:17

[28] آلوسی، شہاب الدین السید محمود، روح المعانی، ملتان، مکتبہ امدادیہ، سن طباعت ندارد، 88/15

[29] بخاری، محمد بن اسمٰعیل، صحیح بخاری، کتاب التفسیر سورہ نوح، قدیمی کتب خانہ کراچی، 1961ء (الرقم الحدیث 4920)، 732/2

[30] الاعراف 65:7

” بھائیو! اللہ ہی کی عبادت کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ کیا تم ڈرتے نہیں؟“

تو اُن کی قوم کے سردار جو کافر تھے، کہنے لگے:

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ سَفَاهَةٍ وَّ اِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ [31]

” تم ہمیں کم عقل نظر آتے ہو اور ہم تمہیں جھوٹا خیال کرتے ہیں۔“

حضرت ھود علیہ السلام نے فرمایا:

قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ سَفَاهَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰي رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّزَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ بَصْۜطَةً ۚ فَاذْكُرُوْٓا اٰلَاۗءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ [32]

” میری قوم! مجھ میں حماقت کی کوئی بات نہیں ہے، بلکہ مَیں ربّ العالمین کا پیغمبر ہوں۔ مَیں تمہیں اللہ کا پیغام پہنچاتا ہوں اور تمہارا امانت دار، خیر خواہ ہوں۔ کیا تم کو اس بات سے تعجب ہوا ہے کہ تم میں سے ایک شخص کے ہاتھ تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس نصیحت آئی تاکہ وہ تمہیں ڈرائے۔ اور یاد تو کرو، جب اُس نے تم کو قومِ نوحؑ کے بعد سردار بنایا اور ڈیل ڈول میں تم کو پھیلائو زیادہ دیا۔ پس اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو تاکہ نجات حاصل کرو۔“

انسان کے اندر برائی اور اچھائی، بدی و نیکی، خیر و شر دونوں طرح کے میلانات ازل سے ودیعت کر دیئے گئے۔ ان دونوں کے درمیان تضاد، تصادم اور ٹکراؤ کی کیفیت قائم رہتی ہے اور جب تک یہ کشمکش قائم رہے انسان کی زندگی عجیب قسم کے تضادات اور بگاڑ کا شکار رہتی ہے۔ اسی بگاڑ سے بے راہ روی، ظلم و استحصال، فسق و فجور جنم لیتے ہیں انسانی شخصیت اپنے اندرونی انتشار کی وجہ سے بے سکون و بے اطمینان رہتی ہے۔ یہی کیفیت انسان کے اعمال و عقائد میں بگاڑ کا باعث بنتی ہے۔ ایسی صورتحال کے تدارک کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسم امت رہنمائی فرمائی ہے۔ چنانچہ امام مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ان تک یہ خبر پہنچی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ، لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا: كِتَابَ اللهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّهِ. [33]

میں تمہارے پاس دو چیزیں چھوڑے جاتا ہوں، اگر انہیں تھامے رکھو گے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے یعنی اللہ کی کتاب اور اُس کے نبی کی سنت۔

مذکورہ بالا حدیث مبارکہ میں کتاب اللہ یعنی قرآن مجید اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جڑے رہنے کی ترغیب دی گئی ہے مگر ہمارے عقائد و نظریات قرآن و سنت سے دور ہوتے جا رہے ہیں۔

---

[31] الاعراف 66:7
[32] الاعراف 7: 67 تا 69
[33] حاکم، المستدرك على الصحيحين، الرقم: 319، 1/ 172

احکام الٰہی سے روگردانی

قصص و تمثیلاتِ قرآنیہ کے ذریعے انسدادِ جرائم کے اعتبار سے احکام الٰہی سے بچنے کا سبق ملتا ہے آج ہمارے معاشرے کا یہ حال ہے کہ ہمیں دنیا عزیز سے عزیز تر ہوتی جارہی ہم دنیا کا نقصان برداشت کرنے کو ہرگز تیار نہیں اور احکام الٰہی سے روگردانی کا یہ عالم ہے کہ دین کا نفع حاصل کرنے کو تیار نہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ فِي الْفُلْكِ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ[34]

تو انہوں نے اسے (نوح علیہ السلام کو) جھٹلایا تو ہم نے اسے اور جو اس کے ساتھ کشتی میں تھے نجات دی اور اپنی آیتیں جھٹلانے والوں کو ڈبو دیا بیشک وہ اندھا گروہ تھا۔

ارشادِ ربانی ہے:

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ[35]

بیشک ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا، پس انہوں نے کہا اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہاری عبادت کا کوئی مستحق نہیں ہے، بیشک مجھے تم پر ایک عظیم دن کے عذاب کا خطرہ ہے

اللہ پاک ہمیں قرآن پاک میں غور و فکر کرنے اور اس سے حاصل ہونے والے دروس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں اپنے اور اپنے پیارے حبیب صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کی نافرمانی کرنے سے سدا محفوظ رکھے۔

گناہ پر مصر رہنا

آج ہر انسان پریشان ہے کسی کو جانی پریشانی ہے تو کسی کو مالی، کسی کو منصب کی پریشانی ہے تو کسی کو عزت وآبرو کی، امیر اپنی کوٹھی میں پریشان تو غریب جھونپڑی میں، کوئی روزگار اور حالات سے نالاں ہے تو کوئی عزیز و اقارب اور دوست واحباب سے شاکی۔ تقریباً ہر آدمی کسی نہ کسی فکر، ٹینشن اور پریشانی میں مبتلا ہے۔ مگر ہم غور نہیں کرتے کہ کئی گناہ ہیں جن پر ہم ڈٹے ہوئے ہیں جن کو چھوڑنے کا نام ہی نہیں لے رہے اور یہی گناہ ان پریشانیوں کا سبب ہیں اور ایسے ہی گناہوں کی وجہ سے قومیں ہلاک ہوئیں۔[36]

سماجی انسدادِ جرائم پر نفسیاتی اثرات

قصص و تمثیلاتِ قرآنیہ کے ذریعے انسدادِ جرائم کے اعتبار سے سماجی جرائم سے تدارک کا سبق ملتا ہے۔

بے حیائی

قصص قرآن میں دیکھیں تو قوموں نے بے حیائی کی تو تباہ ہوئیں۔ آجکل سماجی جرائم جو بے حجابی، عریانی اور بے حیائی اُمت مسلمہ کے اندر سرایت کرتی نظر آتی ہے۔ ۔

---

[34] الاعراف 64:7

[35] الاعراف59:7

[36] آلوسی، ابو الفضل شهاب الدين السيد محمود ، روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني: بيروت، لبنان: دار الاحياء التراث، 1407ھ،482/3

''اُنہیں اپنے پتھروں کے خدائوں پر بڑا گھمنڈ تھا۔اُن کی معاشی حالت تو بہت عُمدہ تھی، لیکن جہالت، گم راہی، جھوٹ، بے حیائی، باطل اقوال اور فاسد خیالات نے اُنہیں معاشرتی طور پر تباہی کے کنارے پر پہنچادیا تھا ''[37]

آج جو یہ بے حیائی ہے یہ ہماری تہذیب وثقافت نہیں بلکہ مغرب کی پیداوار ہے۔ اسلام کو ہمیشہ دنیا کے سامنے ایک نشان کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ آج بھی اگر ہم اسلام کو بطور ایک Symbol کے پیش کرنا چاہیں تو ہمیں بے حیائی، عریانی، عورتوں اور مردوں کا اختلاط اور فحاشی کے تمام منبعوں کو بند کرنا پڑے گا۔

جھوٹ

ہمارے معاشرے میں جھوٹ عام ہو گیا ہے جبکہ نبی کریم ﷺ نے جھوٹ کے بارے میں فرمایا:

'عَنْ صَفْوَان بْنِ سُلَيْمٍ اَنَّہٗ قِيْلَ لِرَسُوْلِ اللهِ اَ يَكُوْنُ الْمُؤمِنُ جَبَاناً؟ فَقَالَ: ''نَعَمْ.'' فَقِيْلَ لَہٗ: اَ يَكُونُ الْمُؤمِنُ بَخِيْلاً؟ فَقَالَ: ''نَعَمْ''. فَقِيْلَ لَہٗ: اَ يَكُوْنُ الْمُؤمِنُ كَذَّاباً؟ فَقَالَ: ''لاَ''

حضرت صفوان بن سلیم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھا گیا: کیا مومن بزدل ہو سکتا ہے؟ آپ نے جواب دیا: ہاں۔ پھر سوال کیا گیا: کیا مسلمان بخیل ہو سکتا ہے؟ آپ نے جواب دیا: ہاں۔ پھر عرض کیا گیا: کیا مسلمان جھوٹا ہو سکتا ہے؟ آپ نے جواب دیا: نہیں (اہلِ ایمان جھوٹ نہیں بول سکتا)۔

لیکن ہماری حالت یہ ہے کہ بعض لوگ ہر بات پہ جھوٹ بولتے ہیں سب جانتے ہیں کہ بے بنیاد باتوں کو لوگوں میں پھیلانے، جھوٹ بولنے اور افواہ کا بازار گرم کرنے سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔

''اُنہیں اپنے پتھروں کے خدائوں پر بڑا گھمنڈ تھا۔اُن کی معاشی حالت تو بہت عُمدہ تھی، لیکن جہالت، گم راہی، جھوٹ، بے حیائی، باطل اقوال اور فاسد خیالات نے اُنہیں معاشرتی طور پر تباہی کے کنارے پر پہنچادیا تھا۔''[38]

ہمیں جھوٹ بولنے سے گریز کرنا چاہیے۔ جھوٹ کبیرہ گناہوں میں سے ہے، لہٰذا جھوٹ بولنا دنیا و آخرت میں سخت نقصان اور محرومی کا سبب ہے۔

شراب نوشی

ہمارے معاشرے میں جہاں بہت سی برائیاں جنم لے چکی ہیں وہیں نشہ جیسی برائی نے بھی اپنی جڑیں مضبوط کرلی ہے۔ کثیر تعداد میں لوگ نشے کے عادی ہو چکے ہیں۔ حالانکہ یہی وج جرم ہے جس کی وجہ سے سابقہ معذب قوموں پر عذاب آئے جیسا کہ سیوطی لکھتے ہیں:

''قوم ثمود نے دو نہایت اونچے اور مال دار خاندان کی آزاد منش عورتوں کو راضی کیا کہ وہ قوم کے کسی نوجوان سے یہ کام کروائیں، جس پر اُن عورتوں نے دو اوباش اور شراب وشباب کے رسیا نوجوانوں کو اونٹنی کے قتل پر آمادہ کیا، جن کے ساتھ مزید سات اوباش نوجوان شامل ہو گئے۔''[39]

---

[37] علّامہ جلال الدّین سیوطی،درمنشور 449/3
[38] علّامہ جلال الدّین سیوطی،درمنشور 449/3
[39] علّامہ جلال الدّین سیوطی،درمنشور 453/3

شراب انسان کے لئے دین و دنیا دونوں اعتبار سے نقصان دہ ہے۔ دینی نقصان تو یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کو خرید کر اپنی آخرت برباد کرلیتا ہے۔

لواطت

عصمت کی حفاظت اور بے حیائی کا سد باب کرنے کیلئے اسلام نے عورتوں کیلئے پردہ لازم قرار دیا اور ساتھ ہی مردوں پر پابندی ہے کہ وہ غیر محرم عورتوں کی طرف لالچ بھری نظروں سے نہ دیکھیں۔ قرآن مجید میں قوم لوط کا ذکر کچھ یوں ملتا ہے:

وَ لُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ[40]

"اور ہم نے لوط کو بھیجا جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کیا تم ایسی بے حیائی کرتے ہو جو تم سے پہلے جہان والوں میں سے کسی نے نہیں کی۔"

حضرت لوط علیہ السلام نے ان لوگوں کو اس فعلِ بد سے منع کرتے ہوئے اس طرح وعظ فرمایا کہ:۔

وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُم بِهَا مِنْ أَحَدٍ مِّن الْعَالَمِينَ ِ نَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّن دُونِ النِّسَاءِ بَلْ أَنتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُونَ [41]

اپنی قوم سے کہا کیا وہ بے حیائی کرتے ہو جو تم سے پہلے جہان میں کسی نے نہ کی تم تو مردوں کے پاس شہوت سے جاتے ہو عورتیں چھوڑ کر بلکہ تم لوگ حد سے گذر گئے۔

لواطت کا جرم بھی ہمارے معاشرے میں عام ہوتا جارہے بلکہ اب تو مرد مرد سے شادی کر رہا اور عورت عورت سے شادی کر رہی جو کہ قوم لوط کا فعل ہے۔

معاشی انسداد جرائم پر نفسیاتی اثرات

تاریخ گواہ ہے کہ جب کسی قوم کی بداعمالیاں حد سے تجاوز کر جاتی ہیں تو پہلے خدا کی رحمت اور قانون اُسے مہلت دیتا ہے کہ وہ اپنی اصلاح کر لے۔ جب اُس پر بھی وہ اپنی روش نہ بدلے تو خدا کا قانون پاداش عمل حرکت میں آتا ہے اور عذاب آخرت کے علاوہ دنیا ہی میں اسے ذلت اور پستیوں میں پھینک دیا جاتا ہے۔

ناپ تول میں کمی

ناپ تول میں کمی بیشی کو اسلام سمیت دُنیا بھر کے تمام مذاہب میں انتہائی حقارت اور نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ قرآن اس کو اس طرح بیان کرتا ہے:

﴿فَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ﴾[42]

---

[40] الاعراف7 :80 - 84
[41] الاعراف7:80
[42] الاعراف7:85

"پس ناپ اور تول پورا کرو اور لوگوں کو چیزوں میں کمی کر کے نہ دو اور اصلاح کے بعد زمین میں فساد نہ برپا کرو اگر تم مؤمن ہو۔"

حضرت شعیب علیہ السلام کی اس تلقین نے چار باتوں پر زور دیا کہ ان کی اصلاح کی جاسکے۔ناپ اور تول کا پورا کرنا، چیزوں میں کمی نہ کرنا،اور جب اصلاح ہو جائے تو پھر اس کے بعد فساد نہ کرنا۔

فضول خرچی

فضول خرچی کا لفظ معنی کے لحاظ سے زندگی کے ہر قسم کے معاملے میں مقررہ حد سے تجاوز کرنے اور مخصوص دائرہ کار سے آگے بڑھنے کا وسیع مفہوم رکھتاہے لیکن عام طور پر اس کا اطلاق اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی نعمتوں میں حد سے تجاوز کرنے پر کیا جاتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

اَتَبۡنُوۡنَ بِکُلِّ رِیۡعٍ اٰیَۃً تَعۡبَثُوۡنَ وَ تَتَّخِذُوۡنَ مَصَانِعَ لَعَلَّکُمۡ تَخۡلُدُوۡنَ وَ اِذَا بَطَشۡتُمۡ بَطَشۡتُمۡ جَبَّارِیۡنَ[43]

حضرت ھود نے اپنی قوم سے کہا کیا تم ہر اونچے مقام پر فضول کاموں کے لیے یادگار تعمیر کرتے ہو۔اور اس امید پر بلند وبالا عمارات بناتے ہو کہ تم ان میں ہمیشہ رہو گے۔اور جب تم کسی کو پکڑتے ہو تو سخت جابروں کی طرح پکڑتے ہو۔

موجودہ زمانے میں ہم لوگ بہت سے مواقع پر اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کا انتہائی بیدردی سے اور بے دریغ استعمال کرتے ہیں۔چنانچہ دیکھا گیاہے انتخابات کے مواقع پر امیدوار وغیرہ بے تحاشا دولت لٹاتے ہیں۔سرکاری دوروں کے مواقع پر مقتدر طبقہ فضول مال خرچ کرتا ہے۔

رقص وسرور

دولت اللہ کی نعمت ہے لیکن کچھ لوگ آج بھی اللہ کی دی ہوئی اس نعمت کو فضول کاموں میں خرچ کرتے ہیں اور رقص و سرور کی محفلیں سجاتے ہیں جو کہ معذب اقوام کے بداعمال میں سے ایک ہے۔

اس قوم کے سرداروں نے بھی یہی فیصلہ کیا کہ قوم کے سرکردہ افراد بیت اللہ شریف جاکر اَن دیکھے خدا کے سامنے فریاد کریں۔
چناں چہ، مختلف قبائل کے سرداروں اور دیگر اہم افراد پر مشتمل 70 / افراد کا ایک وفد حجازِ مقدّس روانہ ہوا یہ وفد وہاں پہنچا تو توبہ و استغفار کرنے کی بجائے مزید غفلت میں مبتلا ہوئے اور ان کے اعزاز میں رقص و سرود کی محافل کا اہتمام کیا اور یہ اپنے آنے کا مقصد بھول گئے۔[44]

یہ برائی جو آگے بڑھ کر زنا کو جنم دیتی ہے رقاصائیں رقص کرتی اور زنا کی دعورت دیتی ہیں اس سلسلے میں صاحب اقتدار لوگوں کی ذمہ داری ہے کہ بدکاری کے اڈے ختم کریں۔

ناچ گانا

قوم ثمود کے سماجی و معاشی جرائم جن کی بدولت یہ بڑے عذاب کا شکار ہوئے اس میں ناچ گانا بھی شامل تھا اس لئے کہ بعض مؤرخین لکھتے ہیں کہ مکہ پہنچنے والے وفد کا قیام طویل ہوگیا، تو معاویہ بن بکر کو اُن کے واپس جانے کی فکر لاحق ہوئی۔کافی سوچ بچار کے بعد اُس نے ناچنے گانے والیوں کے ذریعے چند اشعار کی صورت میں اُنہیں اُن کے آنے کے مقصد کی یاددہانی کروائی، جس پر وفد کو ہوش آیا۔تاریخی کُتب

---

[43] الشعراء128:26
[44] محمد صالح حمیری ،سیرت الانبیاء، ص280

میں درج ہے کہ اُس موقعے پر وفد میں شامل مرشد اور لقمان نے ایک بار پھر اُنہیں سمجھانے کی کوشش کی کہ جو کچھ حضرت ہودؑ کہتے ہیں، اُس پر ایمان لے آئو، لیکن وہ نہ مانے۔ اور عذابِ الٰہی کا شکار ہوئے۔[45]

راہزنی کرنا

قوم لوط میں بہت ساری سماجی اور معاشی بیماریاں اور برائیاں تھیں۔ یہ اپنی معیشت کو اپنی محت سے مضبوط کرنے کی بجائے لوٹ مار سے کام لتے تھے

یہ لوٹ مار کرتے تھے راستے میں قافلوں کو لوٹ لیتے بیہودہ حرکتوں میں مبتلا تھے جیسے کبوتر بازی، مرغوں کو لڑانا اور مجالس میں کھلم کھلا اللہ سے بغاوت کا اظہار کرنا۔ عورتوں کے بجائے مردوں سے اپنی خواہشات پوری کرتے۔[46]

صاحب تفسیر خازن نے قوم لوط کے چند ایک جرائم کی تفصیل ہے کہ درج ذیل ہے

اے حبیب! ﷺ، آپ حضرت لوط علیہ السلام کو یاد کریں، جب انہوں نے اپنی قوم کو ملامت کرتے ہوئے فرمایا: بیشک تم بے حیائی کا وہ کام کرتے ہو جو تم سے پہلے دنیا بھر میں کسی نے نہ کیا۔ کیا تم مردوں سے بد فعلی کرتے ہو اور راہ گیروں کو قتل کر کے اور ان کے مال لوٹ کر لوگوں کا راستہ کاٹتے ہو اور اپنی مجلسوں میں برے کام اور بری باتیں کرنے کو آتے ہو۔[47]

جب معاشرے میں غربت، بے روز گاری، رشوت ستانی، اقربا پروری، ناانصافی بڑھ جائے تو افراد راہزنی، حسد، تعصب، حرص وہوس جیسی کمزوریوں اوراخلاقی گراوٹ کا شکار ہونے لگتے ہیں۔ معاشرے میں نفرت، غم وغصہ اور مایوسی جنم لیتی ہے جس کے نتیجے میں افراتفری اور نفسانفسی پروان چڑھتی ہے اور یہ جرائم سابقہ اقوام کے جرائم میں سے ہیں۔

سیاسی انسدادِ جرائم پر نفسیاتی اثرات

جب سیاست دان اور حکمران اپنے مفادات کی تکمیل کے لیے قانون سازی کریں اور سزاوجزا میں دہرا معیار اپنایا جائے، اختیارات کا ناجائز استعمال ہونے لگے تو لوگوں میں احساسِ محرومی جنم لیتا ہے اور جرم کو پنپنے کا موقع مل جاتا ہے۔

نااہل قیادت

سابقہ اقوام کے آثار آج ہمیں معاشرے میں نظر آتے ہیں کہ دینِ اسلام سے بے بہرہ لوگ بر سر اقتدار ہیں جیسے سابقہ اقوام میں شہر کو نو جتھے داروں میں تقسیم کیا ہوا تھا۔ اب یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ ان کے درمیان ایک خاموش معاہدہ تھا کہ اپنے علاقے کے کمزوروں کو ظلم کے شکنجے میں جکڑے رکھیں۔ یہ اپنی بڑائی کے گھمنڈ میں مست تھے۔ حضرت صالح نے ان سے کہا کہ تم اپنے ان سرداروں اور رہنماؤں کی اطاعت چھوڑ دو جن کی قیادت میں تمہارا یہ ظالمانہ نظام زندگی چل رہاہے۔ یہ کرپٹ لوگ ہیں، بداخلاقی کی ساری حدیں پار کر چکے ہیں۔ ان کے ہاتھوں سے کوئی اصلاح نہیں ہوسکتی، کیونکہ یہ لوگوں پر ناحق ظلم کرتے ہیں:

وَ اِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِیْنَۚ[48]

---

[45] محمد صالح حمیری ،سیرت الانبیاء، ص283

[46] مولانا مفتی ابو صالح محمدقاسم عطاری،صراط الجنان فی تفسیر القرآن،93/4

[47] نسفی، عبداللہ بن محمود بن احمد نسفی،مدارک التنزیل وحقائق التأویل: ،العنکبوت،تحت الآیۃ: ۲۸-۲۹، ص891

[48] آلوسی،سید محمود،ابی فضل،شہاب الدین،روح المعانی، الشعراء،تحت الآیۃ:۱۲۹-132/6

اور جب کسی کو پکڑتے ہو تو بڑی بیدردی سے پکڑتے ہو۔

قائد اعظم محمد علی جناح کا نام آج تاریخ عالم میں اپنی پوری شان و شوکت اور آب و تاب کے ساتھ سنہری حروف میں جگمگا رہا ہے۔ اس کی صرف ایک وجہ ہے کہ انہوں نے اپنی اصول پسندی۔ دیانت داری۔ اور خلوص نیت کے ساتھ مسلمانان برصغیر کو ایک عظیم مقصد کے لیے اپنی ولولہ انگیز قیادت میں متحد کیا۔ اور دنیا کے نقشے پر ایک ملک پاکستان بنانے میں کامیاب ہو گئے۔

ناانصافی

ناانصافی سابقہ اقوام کا ایک ایسا جرم ہے جس کی وجہ سے وہ تباہ ہوئیں یہ جرم قوم لوط میں تھا کہ وہاں انصاف ہیں تھا قرآن مجید بتاتا ہے کہ وہ مجموعی طور پر ایک انتہائی مفسد قوم تھی۔ اس فساد کی انتہا یہ تھی کہ وہ اپنے مہمانوں کی جان، مال، آبرو کو بھی نہیں بخشتے تھے۔ اس حوالے سے ایک بہت دلچسپ واقعہ ہمارے مفسرین نقل کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے خادم کو بھتیجے لوط علیہ السلام کی خیریت معلوم کرنے ان کے شہر سدوم بھیجا۔ خادم سدوم پہنچا تو ایک سدومی نے پتھر سے اس کا سر پھاڑ دیا اور پھر اسے کھینچ کر عدالت لے گیا۔

عدالت میں اس نے مقدمہ کیا کہ میں نے اس اجنبی کا سر سرخ کیا ہے، چنانچہ مجھے بال رنگنے کا معاوضہ دلایا جائے۔ عدالت نے یہ دلیل سن کر سدومی کے حق میں فیصلہ کیا اور خادم کو حکم دیا کہ وہ سدومی کو سر رنگنے کا معاوضہ دے۔ یہ سن کر خادم کو غصہ آگیا، اس نے ایک پتھر اٹھا کر جج کا سر پھاڑا اور کہا کہ میری جو اجرت بنتی ہو، وہ اس کو دے دینا۔ یہ کہہ کر وہ بھاگ آیا۔[49]

ابو یحییٰ لکھتے ہیں کہ یہ واقعہ صحیح ہے یا غلط، یہ بتانے کے لیے کافی ہے کہ جس معاشرے میں عدالتیں اس طرح فیصلے کرنے لگیں، وہاں ایک وقت وہ آتا ہے جب لوگ ہاتھوں میں پتھر اٹھا لیتے ہیں۔ اس کے بعد معزز جج صاحبان کے سر پھٹنے سے دنیا کی کوئی طاقت نہیں روک سکتی۔ اور اس سے یہ بھی ظاہر ہے کہ اس قوم میں انصاف نام کی کوئی شئے نہ تھی۔

قصص و تمثیلاتِ قرآن کا نفسیاتی اثر: اصلاح معاشرہ کا عصری مطالعہ

معاشرتی اصلاح پر قصص و تمثیلاتِ قرآن کے نفسیاتی اثرات کا تحقیقی مطالعہ پیش کرنے سے قبل لازم ہے کہ لفظ معاشرہ کا جائزہ لیا جائے کہ معاشرہ کیا ہے اس کا مفہوم کیا ہے۔ معاشرہ عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہے مل جل کر زندگی بسر کرنا، اصطلاح میں اس سے مراد لوگوں کا وہ گروہ ہے جو کسی مشترکہ نصب العین کی خاطر وجود میں آیا ہو کسی معاشرے کے افراد میں مشترکہ فکری سوچ، وحدت عمل، ذہنی یکجہتی کا ہونا بڑا ضروری ہے اس قسم کے معاشرے میں جغرافیائی حد بندیوں کی بھی کوئی قید نہیں ہوتی۔

معاشرتی جرائم، ایک ناسور

قصص و تمثیلاتِ قرآنیہ میں معاشرتی جرائم کو بار بار نفسیاتی اعتبار سے رد کیا گیا ہے کیونکہ معاشرتی بداعمالیاں یعنی معاشرتی جرائم معاشرے کے لئے ایک ناسور بن جاتے ہیں۔ ہر معاشرے کا ایک دستور ہوتا ہے جس کے مطابق لوگ اپنی زندگیاں بسر کرتے ہیں۔ اپنے روزمرہ کے معاملات کو انہی اصولوں کے تحت انجام دیتے ہیں۔

---

49 ابویحییٰ،قوم لوط اور ان کی عدالتیں ، دارالاشاعت اردو بازار، کراچی ،2011ء،ص:33

معاشرے میں قانون کی بالادستی قائم نہ رہے تو معاشرے میں عدل ناپید ہو جاتا ہے۔ بداعمالیوں کا پھیلاؤ عام ہو جاتا ہے۔ عوام بدحالی اور ناانصافی کا شکار ہو جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے لوگوں میں احساس اور ذمہ داری کا خیال نہیں رہتا معاشرہ ذلت و رسوائی کی علامت بن جاتا ہے۔ بڑھتے ہوئے بداعمالیوں پر قابو نہیں پایا جاسکتا۔[50]

آج بڑھتی ہوئی بداعمالیوں کے نوجوان نسل پر جس قدر اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔ اس کی بڑی وجہ شرح خواندگی کا بہت کم اور ہماری عملی تربیت کا اسلامی طرز زندگی کے اصولوں کے عین مطابق نہ ہونا ہے۔ اسلام میں ملت کی بقاء کیلئے معاشرے کو بڑی اہمیت حاصل ہے اور اس کیلئے اسلام نے قوانین بھی وضع کئے ہیں۔ جن پر عمل پیرا ہو کر ہم مسلمان اپنی زندگیوں کو محفوظ بنا سکتے ہیں۔

اصلاح معاشرہ اور قصص و تمثیلات

قصص و تمثیلاتِ قرآنیہ میں عقیدہ توحید پر زور دیکر انسانی نفسیات کو اسلام کے ساتھ جوڑا گیا ہے کیونہ نفسیاتی کمزوری ہی پہلی وجہ ہے اسلام سے دوری کی۔ ہمارے معاشرہ میں عمومی طور پر لوگ مسلمان ہیں اور اسلام کے پیروکار ہیں مگر افسوس کہ ہم نے اسلام سے دوری اختیار کی ۔

بڑھتی ہوئی قتل و غارت گری نے معاشرے میں خوف و ہراس پھیلا رکھا ہے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں کو انا کا مسئلہ بنا کر رد عمل ظاہر کیا جاتا ہے جو ہنگامی صورتحال کو جنم دے رہی ہیں۔ آج اسلامی تعلیمات سے دوری نے ہمارے ذہنوں کو اس قدر مفلوج کر دیا ہے۔ کہ حلال حرام، سچ اور جھوٹ، کی تمیز نہیں رہی اور اخلاقی گراوٹ کا شکار ہو کر دیگر بداعمالیوں میں ملوث ہو چکے ہیں۔ جو کہ غیر اخلاقی جرم ہے اور معاشرے میں بگاڑ کا سبب بھی۔[51]

دین اسلام سے دوری نے صحیح اور غلط میں پہچان ختم کر دی ہے۔ معاشرے میں تعلیم کا فقدان اور بہترین آگاہی نہ ہونے کی وجہ سے بہت سے واقعات جنم لے رہے ہیں۔ آج ہم جس قدر معاشرتی برائیوں میں گھر کر انسانیت کی درجہ بندی سے گر گئے ہیں۔

تعمیر معاشرہ

قصص و تمثیلاتِ قرآنیہ نے تعمیر معاشرہ میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ آج ہمارا معاشرہ جن لاینحل مسائل و مصائب کے گرداب میں پھنسا ہوا ہے اور بداعمالیاں عام ہو چکی ہیں اسکی ایک بڑی وجہ خوف خدا سے غفلت اور فکر آخرت کو ترک کرنا ہے ہم نے اس ناپیدار دنیا کو مقصود و مطلوب بنایا ہے۔

قصص القرآن نے معاشرے کی تعمیر کی، نوجوانوں کی تربیت کی، اگر آج بھی لوگوں کے دل و دماغ میں یہ حقیقت راسخ کر دی جائے کہ زندگی صرف اس دنیا تک محدود نہیں بلکہ مرنے کے بعد ایک نہ ختم ہونے والی زندگی ہو گی، جس میں لوگوں کے حقیقی معنوں میں کامیابی اور ناکامی کا اعلان کیا جائے گا، تو صرف ایک چیز ہے جو انسانوں کو تنہائی میں بھی مجرمانہ سرگرمیوں سے باز رکھنے پر مجبور کر سکتی ہے[52]

---

50 ڈاکٹر غلام مجتبیٰ، معاشرتی جرائم اور ان کے اثرات، ادارہ طلوع اسلام، لاہور، 1976ء،ص:330

51 میاں ،انعام الحق،تعمیر معاشرہ اور ہمارا کردار،منصور بک ہاؤس کچہری روڈ ،لاہور،۲۰۱۵ء۔ ص21

52 ڈاکٹر غلام مجتبیٰ، معاشرتی جرائم اور ان کے اثرات،ص:338

قصص کو بغور پڑھیں تو بعثت نبوی ﷺ سے پہلے کا دور جاہلیت اور تاریک دور کہلاتا ہے جس میں انسانیت دم توڑ چکی تھی، اور انسان اپنی پہچان گوا بیٹھا تھا، اہر طرف قتل وغارت گری وفساد کا بازار گرم تھا، انسانی جان کی کوئی قیمت نہ تھی، اس کی ابرو وعزت محفوظ نہ تھی، زنا روز کا معمول تھا، لیکن جب حضور ﷺ تشریف لائے، لوگوں کے دل ودماغ پر محنت کی تو پھر وہی جزیرہ جو بداعمالیوں کی آگ میں جل رہا تھا وہاں بداعمالیوں کا خاتمہ ہوا، اور امن ومحبت کی بہاروں اور رحمت خداوندی کے نزول کا مرکز ٹھہرا۔

شکر و فرمانبرداری کی تربیت

قصص وتمثلاتِ قرآنیہ نے شکر وفرمانبرداری کی تربیت کی ہے۔ حقیقت میں کرۂ ارض پر فساد وبگاڑ کا اہم سبب منعم حقیقی کی ناشکری ونافرمانی ہے، اس کے احکامات سے کھلی بغاوت نافرمانی ہے۔ ارشاد باری ہے:

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ[53]

”خشکی اور تری میں انسانوں کی بداعمالیوں کی وجہ سے فساد وبگاڑ پھیل رہا ہے اسلئے کہ انہیں ان کے بعض اعمال کا مزہ ان کو چکھا دے، ممکن ہے کہ وہ باز آجائیں

وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُم[54]

اور جو کچھ مصیبتیں تمہیں پہنچتی ہیں وہ دراصل تمہارے اپنے ہاتھوں کے اعمال کا بدلہ ہے"

یقیناً ایمان اور اعمال صالحہ اس دنیا کو امن و آمان کا گہوارہ بناتے ہیں، انفرادی طور پر ایک انسان کی نیکی و پارسائی اور بحیثیت مجموعی پورے معاشرہ میں نیکی و پرہیزگاری، صلاح وتقویٰ کی پاسداری بہتر و پرامن معاشرہ کی ضمانت ہے۔

ایمان اور اعمال صالحہ سے قلب وروح کی دنیا بہار آفریں بن جاتی ہے اور جب ایسے انسان جس معاشرے میں بکثرت ہوتے ہیں تو وہاں اللہ کے گھر آباد ہوتے ہیں، سارے ماحول میں عبادات وریاضات اور احکام الٰہیہ کی پابندی کا نور جگمگانے لگتا ہے[55]

بندگانِ خدا کی حق تلفی، ظلم وزیادتی، ناروا تعصب ودشمنی، قتل وغارت گری وخوں ریزی ان سب کا رشتہ بے دینی سے جڑا ہوا ہے، جسکا جتنا تعلق اللہ سے کٹے گا اتنا ہی اسکا تعلق ان بداعمالیوں سے جڑے گا، نتیجہ میں معاشرہ کا سکون درہم برہم ہو گا۔

حقوق اللہ کی پاسداری کی تعلیم

قصص وتمثیلاتِ قرآنیہ نے حقوق اللہ کی پاسداری کی تعلیم دی ہے کیونکہ سابقہ اقوام کا مجموعی جرم یہی تھا۔ معاشرہ میں اس وقت سارے عالم کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ حقوق اللہ بھی پامال ہو رہے ہیں اور حقوق العباد بھی، مساجد اور عبادتگاہوں کا احترام ختم ہو تا جارہا ہے اور اللہ کی کتاب قرآن کی تعلیمات کو مسخ کر کے پیش کیا جارہا ہے

غلط تاویلات کا سہارا لیکر انسانی جانوں سے کھیلا جارہا ہے، قتل وخون اور انسانی جانوں کا ضیاع وہ بھی اسلام کا سہارا لیکر کیا جارہا ہے، یہ جو کچھ تماشہ ہو رہا ہے وہ اپنوں کے ہاتھوں ہے، بذات خود وہ اِن اعمال بد کے مرتکب ہیں یا یہ کہ دشمنان اسلام کے آلہ کار بن

---

[53] الروم41:30

[54] الشوری30:42

[55] میاں ،انعام الحق،تعمیر معاشرہ اور ہمارا کردار،منصور بک ہاؤس کچہری روڈ ،لاہور،۲۰۱۵ء۔ ص21

کر، یقیناً اس معمہ کا حل واضح ہونا چاہئے، لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اسلام دشمن بلکہ انسان دشمن طاقتیں بڑے پیمانے پر سارے عالم میں فساد مچا رہی ہیں ۔[56]

معاشرہ میں اگر گہری بصیرت کیساتھ جائزہ لیا جائے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اس خیر امت نے ایمان اور اس کے تقاضوں سے پہلو تہی کی ہے، خود اپنی اور پورے معاشرے کی اصلاح جسکا فریضہ منصبی تھا اس سے غافل ہو گئی ہے ۔

وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُم[57]

اور جو کچھ مصیبتیں تمہیں پہنچتی ہیں وہ دراصل تمہارے اپنے ہاتھوں کے اعمال کا بدلہ ہے"

اس آیت پاک میں حق سبحانہ وتعالیٰ نے خشکی وتری میں فساد وبگاڑ پھیلنے کے اسباب بیان فرمادئے ہیں، ناصرف پاکستانی معاشرہ بلکہ خشکی وتری کے سارے خطے اس وقت امن وسکون سے محروم ہیں، اس مصیبت کا حل اسلامی تعلیمات کی روشنی میں خود انسانوں کے پاس ہے

باہمی تعاون واخوت کا فروغ

قصص وتمثلاتِ قرآنیہ نے معاشرے میں باہمی تعاون واخوت کو فروغ دیاہے کیونکہ معاشرے بداعمالیوں میں سے ایک خود غرضی ہے جس کی سے حالات کچھ اس نہج پر آ گئے ہیں ۔ کہ ہر فرد ذاتی مفادات کے حصول کیلئے کوشاں ہے،، ایک دوسرے کی خبر گیری نہیں، ہر شخص خود غرضی اور خود فریبی کے جنون میں مبتلاہے۔

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ[58]

ایک دوسرے کی مدد نیکی اور تقوی میں کرتے رہو اور بداعمال اور زیادتی میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو"

اسلام کے نزدیک لڑائی جھگڑا کرنے والے لوگ فساد کی جڑ ہوتے ہین اور انہیں کوئی بھی (خواہ اس کا تعلق کسی بھی معاشرے سے ہو) تحسین کی نگاہ سے نہیں دیکھتا۔ اسی بنا پر اللہ تعالی نے سورۃ الحجرات میں ارشاد فرمایا

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ[59]

"بے شک مسلمان (باہم) بھائی بھائی ہیں سو اپنے دو بھائیوں کے درمیان اصلاح کر دیا کرو"

حضور ﷺ کا فرمان ہے:

عن أنس عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: «لا يؤمن أحدكم، حتى يحب لأخيه ما يحب لنفسه[60]

حضرت انسؓ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔"کوئی شخص مومن (کامل) نہیں ہو سکتا تا آنکہ اپنے بھائی کے لیے وہی چیز پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے" اس لئے پاکستانی معاشرہ کی بقا اس میں ہے کہ ہمیں اپنے اندر سے خود غرضی کو ختم کرنا ہو گا اور اپنے نفع و نقصان کے ساتھ ساتھ اپنے مسلمان بھائی کے بارے میں سوچنا ہو گا۔

---

[56] معاویہ ،محمد ہارون ،اصلاح معاشرہ کے راہنما اصول ،ص88

[57] الشوری30:42

[58] المائدة 2:5

[59] الحجرات 10:49

[60] البخاری ،ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل ،صحیح البخاری ،کتاب الایمان ،باب من الایمان ، رقم الحدیث ١٣،دار طوق النجاۃ ١٤٢٢ھ12/1

ادائیگی زکوۃ وصدقات کا رجحان

قصص و تمثلات قرآنیہ نے ادائیگی زکوۃ وصدقات کے جذبات کو پروان چڑھایا کیونکہ معاشرے میں معاشرتی سطح پر بد اعمالیوں میں سے ایک معاشرتی جرم یہ بھی ہے کہ مال دار زکٰوۃ نہیں دیتے جس کی وجہ سے بے غربت بڑھتی جارہی مالدار مالدار ہوتا جارہاہے اور غریب غریب تر جس سے بے روز گاری پیدا ہو رہی ہے

’’بے روز گاری اکثر وسائل کی غیر منصفانہ تقسیم سے ہی وجود میں آتی ہے سو بھوک اور بے روز گاری کی چکی میں پسنے والے لوگ اکثر بد اعمالیوں کی طرف چل نکلتے ہیں، ضروری نہیں کہ وہ بندوق اٹھالیں، جعلسازی، اسمگلینگ، منشیات فروشی اور ایسے دیگر بد اعمالیوں سے وابستہ لاکھوں لوگوں کی نوے فیصد سے بھی زیادہ تعداد بے روز گاری سے تنگ آکر اسطرف چلی آئی ہے اور پھر اس دلدل میں ایسی دھنسی ہے کہ نکلنا دو بھر ہو گیا۔‘‘[61]

حکومت کی ذمہ داری ہیکہ وہ روز گار کے صاف شفاف اور رشوت سے پاک مواقع اور ساز گار ماحول پیدا کرے اس مقصد کیلئے مختلف صنعتوں اور تجارتوں کو فروغ دے، کارخانے جات اور فیکٹریاں قائم کرے، قرض جو کہ بینکوں کے ذریعے دیئے جاتے ہیں (روز گار کے لیئے) ان کی ترسیل عام ضرورت مند لوگوں تک انصاف کی بنیاد پر یقینی بنائے۔ اور مال دار لوگوں کو چاہیے کہ وہ زکوۃ ادا کریں۔

باہمی محبت وہمدردی کی تدریس

قصص و تمثلاتِ قرآنیہ نے معاشرے کی اصلاح میں اہم کردار ادا کرتے ہوئے باہمی محبت وہمدردی کی تدریس کی ہے کیونکہ جب کسی شخص کے مزاج اور طبیعت کے خلاف کوئی کام ہو جائے، اور کسی سے کوئی تکلیف پہنچ جائے۔[62]

وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ[63]

وہ لوگ جو اپنے غصہ کو دبالیتے ہیں اور لوگوں کا قصور معاف کر دیتے ہین، اور اللہ تعالی احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

لوگوں کی خطاؤں اور غلطیوں کو معاف کر دینا اخلاق میں ایک بڑا درجہ رکھتاہے، اور اس کا ثواب آخرت نہایت اعلی ہے۔ حدیث شریف میں ارشاد ہے۔

عن أبي بن كعب قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «من سره أن يشرف له البنيان، وترفع له الدرجات فليعف عمن ظلمه، وليعط من حرمه، وليصل من قطعه[64]

جو شخص یہ چاہے کہ اس کے محلات جنت میں اونچے ہوں اور اس کے درجات بلند ہوں اس کو چاہئے کہ جس نے اس پر ظلم کیا ہو اس کو معاف کر دے اور جس نے اسکو کبھی کچھ نہ دیا ہو اس کو بخشش وہدیہ دیا کرے، اور جس نے اس سے ترک تعلقات کیا ہو یہ اس سے ملنے میں پرہیز نہ کرے"

---

[61] میاں ،انعام الحق،تعمیر معاشرہ اور ہمارا کردار، ص43

[62] معاویہ ،محمد ھارون ،اصلاح معاشرہ کے راہنما اصول ، ص502

[63] المائدة78:5

[64] الطبرانی،ابو اقاسم سلیمان بن احمد،مکارم الاخلاق للطبرانی،باب فضل العفو عن الناس، ،رقم الحدیث٥٧، 33/1

مسند امام احمد بن حنبل کی روایت ہے:

عن عقبة بن عامر، قال: لقيت رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال لي: " يا عقبة بن عامر، صل من قطعك، وأعط من حرمك، واعف عمن ظلمك [65]

عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے میری ملاقات ہوئی آپ ﷺ نے فرمایا اے عقبہ بن عامر، جو شخص آپ سے قطع تعلق کرے آپ ان سے ملیں، اور جو تجھے محروم کرے اسے دے دیں، اور جو آپ پر ظلم کرے آپ ان کو معاف کرے۔

معاشرے میں بد اعمالیوں کی زیادتی ہو، اور ان کے سدباب کے لیے سنجیدگی سے توجہ نہ دی جائے اور ایسے مسائل کے حل کے لیے ٹھوس اقدامات نہ کیے جائیں تو معاشرے میں بد اعمالیوں پھیل جاتے ہیں، مثلاً معاشرتی بگاڑ، اخلاقی اقدار کی پائمالی، بدامنی، معاشرتی تصادم کی زیادتی، اجتماعی ترقی میں رکاوٹ، انفرادی اور اجتماعی زندگی میں گھٹن کا احساس، فتنہ اور فساد برپا ہو جاتا ہے۔

نور الٰہی کی معرفت

قصص و تمثیلاتِ قرآنیہ نے معاشرے کو نورِ الٰہی کی معرفت عطا کی اور اسی سے نورِ باطن نصیب ہے جبکہ سابقہ امم میں جن امتوں کی تباہی کا ذکر ہے وہ نورِ الٰہی سے محروم ہیں۔ علم نورِ الٰہی ہے اور بد اعمالوں کے ارتکاب کی وجہ سے انسان علم سے محروم ہو جاتا ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں:

شكوت إلى وكيع سوء حفظي فأرشدني إلى ترك المعاصي
وأخبرني بأن العلم نور ونور الله لا يهدى لعاصى[66]

"میں نے اپنے استاد وکیع سے کمزور حافظہ کی شکایت کی تو آپ نے مجھے ترک معاصی کی نصیحت فرمائی اور آپ نے یہ بتایا کہ علم ایک نور ہے اور اللہ کا نور گنہگار کو نہیں دیا جاتا۔"

نعمتوں کی فراوانی پر شکر کی تعلیم

قصص و تمثلاتِ قرآنیہ نے معاشرے کو نعمتوں کی فراوانی پر شکر کی تعلیم دی کیونکہ جب بد اعمال بڑھتے ہیں تو یہ تاریکی بھی بڑھتی جاتی ہے۔ جبکہ ایسا شخص جو اللہ سے ڈر کر بد اعمالوں سے بچتا ہے، اللہ اس کے لیے ایک نور بنا دیتے ہیں جس سے وہ زندگی گزارتا ہے۔ اور بد اعمال گار اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مارتا رہتا ہے۔ بد اعمالوں کی تاریکی اور سیاہی اس کی آنکھوں، منہ اور چہرے پر چھا جاتی ہے۔ چنانچہ سیدنا عبد اللہ بن عباس فرماتے ہیں ہیں:

«إن للحسنة ضياء في الوجه ونورًا في القلب وسعة في الرزق وقوة في البدن ومحبة في قلوب الخلق وإن للسيئة سوادًا في الوجه وظلمة في القبر والقلب

---

[65] الشیبانی،ابو عبد اللہ احمد بن محمد ،مسند الامام احمد بن حنبل،رقم الحدیث۱۷۴۵۲ ،654/28

[66] امام محمد بن ادریس شافعی ،دیوانِ امام شافعی ،مترجم، مولانا عبداللہ کاپوروی ،جامعہ علوم القرآن، جمبوسر، بھروچ، گجرات، الھند قافیہ صاد:ص168

وَوَهنا في البدن ونقصا في الرزق وبغضة في قلوب الخلق»[67]

"جو شخص اللہ کی اطاعت اور فرمانبرداری میں کوشاں رہتا ہے، اس کے چہرے پہ چمک دمک، دل میں نور، روزی میں فراخی، بدن میں طاقت وقوت اور لوگوں کے دل میں اس کے لیے محبت ومودت ہوتی ہے اور جو شخص اطاعت الٰہی سے منہ موڑ کر نافرمانی اور طغیانی میں کوشاں رہتا ہے، اس کے چہرے پہ نحوست، دل میں تاریکی، قبر میں اندھیرا، بدن میں کمزوری، روزی میں کمی اور لوگوں کے دلوں میں اس کے لیے حسد، بغض اور کینہ پیدا ہو جاتا ہے۔"

اعمال بد کے اثرات یہ ظاہر ہوتے ہیں کہ چہرے پر سیاہی، دل اور قبر میں تاریکی، جسم میں کمزوری، رزق میں تنگی، مخلوق کے دل میں نفرت اور بزدلی کا آجانا وغیرہ، یہ سب بداعمالوں کا وبال ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اطاعت الٰہی ایک نور اور روشنی ہے جبکہ معصیت الٰہی ایک تاریکی اور اندھیرا ہے۔

معاشرتی جرائم سے نفرت

قصص وتمثیلاتِ قرآنیہ نے معاشرتی جرائم سے نفرت میں ذہن سازی کی کیونکہ قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل نے برائی پہ برائی کی اور ان بداعمالیوں کے اثرات یہ ہوتے ہیں کہ بندہ جرم در جرم کرتا ہے کہ وہ لوگوں کی موجودگی میں بے باک وبرملا ارتکابِ معصیت کرتا ہے بلکہ اپنے بداعمالوں کو فخر وغرور کے ساتھ بیان کرتا ہے، بداعمالوں کو اس طرح کھلم کھلا کرنے والوں کے لئے زبان رسالت سے سنگین وعید ہے: حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ فرمایا:

« كُلُّ أُمَّتِي مُعَافًى إِلاَّ الْمُجَاهِرِينَ ، وَإِنَّ مِنَ الْمَجَانَةِ أَنْ يَعْمَلَ الرَّجُلُ بِاللَّيْلِ عَمَلاً، ثُمَّ يُصْبِحَ وَقَدْ سَتَرَهُ اللَّهُ ، فَيَقُولَ يَا فُلاَنُ عَمِلْتُ الْبَارِحَةَ كَذَا وَكَذَا ، وَقَدْ بَاتَ يَسْتُرُهُ رَبُّهُ وَيُصْبِحُ يَكْشِفُ سِتْرَ اللَّهِ عَنْهُ »[68]

"میری تمام امت کو معاف کیا جائے گا سوائے بداعمالوں کو کھلم کھلا کرنے والوں کے اور بداعمالوں کو کھلم کھلا کرنے میں یہ بھی شامل ہے کہ ایک شخص رات کو کوئی (گناہ کا) کام کرے اور اس کے باوجود کہ اللہ نے اس کے بداعمال کو چھپا دیا ہے مگر صبح ہونے پر وہ کہنے لگے کہ اے فلاں! میں نے کل رات فلاں فلاں برا کام کیا تھا۔ رات گزر گئی تھی اور اس کے ربّ نے اس کے بداعمال چھپائے رکھا، لیکن جب صبح ہوئی تو وہ خود اللہ کے پردے کھولنے لگا۔"

قوم نبی اسرائیل نے گناہ کو گناہ سمجھنا اور پھر بھول کر اسی میں لت پت ہو جانا انکی تباہی تھی اور پھر گناہ کو بھلا جاننا، ان کی نفسیاتی کمزوری تھی جسے آج ختم کرنے کی ضرورت ہے۔

---

[67] حافظ شمس الدين ابو عبد الله محمد بن ابى بكر بن ايوب بن سعد بن حريز الزرعى الدمشقى ،الجواب الكافي لمن سأل عن الدواء: ص58

[68] الحاكم ،أبو عبد الله محمد بن عبد الله النيسابوري ،مستدرك على الصحيحين، 541/5

معاشرتی جرم کی شناخت و تدارک کا ذہن

قصص و تمثلاتِ قرآنیہ نے معاشرتی جرم کی شناخت و تدارک کا ذہن دیا اور توبہ کی راہ ہموار کی جبکہ نبی اسرائیل اور نافرمان قومیں جب گناہوں کی دلدل میں اس قدر دھنس جائیں تو ایسے معاشرے سے گناہ کا تصور ہی ختم ہو جاتا ہے جیسے آج لوگ سود کو سود ہی نہیں سمجھتے بلکہ طرح طرح کے حیلے بہانے بنالئے ہیں اور یوں انسان کے اندر سے اعمالِ بد کی نفرت ختم ہو جاتی ہے۔ بڑے سے بڑا بد اعمال بھی اس کی نظر میں چھوٹا محسوس ہوتا اور اسے ہلاک کر دیتا ہے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں:

«إِنَّ الْمُؤْمِنَ يَرَى ذُنُوبَهُ كَأَنَّهُ قَاعِدٌ تَحْتَ جَبَلٍ يَخَافُ أَنْ يَقَعَ عَلَيْهِ، وَإِنَّ الْفَاجِرَ يَرَى ذُنُوبَهُ كَذُبَابٍ مَرَّ عَلَى أَنْفِهِ». فَقَالَ بِهِ هَكَذَا[69]

"مؤمن اپنے بد اعمال کے بارے میں اس طرح پریشان ہوتا ہے گویا کہ وہ پہاڑ کے عین نیچے موجود ہے اور اسے اپنے اوپر پہاڑ کے گرنے کا خوف لاحق ہے، جبکہ کافر و فاجر اپنے بد اعمال کو ایک مکھی کی مانند ہلکا خیال کرتا ہے جو اس کے ناک پر بیٹھی اور یوں اپنے ہاتھ سے اس نے اس مکھی کو اُڑا دیا۔"

قوم نبی اسرائیل کو شیطان نے نفسیاتی دھوکہ دیا کہ دیکھو کھیتوں کی تباہی تو دوبارہ سے ہرا بھرا کرنے کیلئے تھی۔ آج ہم بھی اسی تباہی کا شکار ہیں ہم سمجھتے ہیں سود ہی معاشی حل ہے جبکہ یہی تباہی ہے۔ سابقہ قوموں سے سیکھنے کی ضرورت ہے۔

خلاصہ تحقیق

قرآن کریم وحی الٰہی ہے، یہ قُربِ خداوندی کا ذریعہ ہے، رہتی دنیا تک کے لیے نسخۂ کیمیاء ہے، تمام علوم کا سرچشمہ ہے، یہ ہدایت کا مجموعہ، رحمتوں کا خزینہ اور برکتوں کا منبع ہے، یہ ایسا دستور ہے جس پر عمل پیرا ہو کر تمام مسائل حل کیے جاسکتے ہیں، ایسا نور ہے، جس سے گمراہی کے تمام اندھیرے دور کیے جاسکتے ہیں ایسا راستہ ہے، جو سیدھا اللہ پاک کی رضا اور جنّت تک لے جاتا ہے، اصلاح و تربیت کا ایسا نظام ہے جو انسان کا تزکیہ کر کے (یعنی انسان کو پاک کر کے) اسے مثالی بنا دیتا ہے، ایسا درخت ہے جس کے سائے میں بیٹھنے والا قلبی سکون محسوس کرتا ہے۔ قرآن مجید دنیا کی جامع اور کثیر الموضوعات کتاب ہے جس میں رہتی دنیا تک پر پیش آنے والے مسئلہ کا حل ہے۔ انھی موضوعات میں سے قِصص و تمثیلاتِ قرآنی ہیں جن کے ذریعے عصر حاضر میں انسداد جرئم واصلاح معاشرہ میں قرآن نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ القصص عربی زبان میں نشانات کا پیچھا کرنے کو کہا جاتا ہے کہا جاتا ہے قصص اثرہ یعنی میں نے اس کے نشانات کا پیچھا کیا اور قصص مصدر ہے۔ قرآن مجید تعلیماتِ الٰہی اور احکام کی تفہیم کے لیے نفسیاتی اعتبار مختلف اسلوب اختیار کرتا ہے۔ کبھی قصے کا اسلوبِ بیان اختیار کرتا ہے، کبھی ترغیب و ترہیب کا پیرایۂ بیان، تو کبھی تشبیہ و تمثیل کا انداز۔ اس تبدیلی پیرایۂ بیان کا مقصد یہ ہے کہ حقائق و معانی، احکام و فرامین، ذہنوں اور دلوں میں پورے طریقے سے بیٹھ جائیں۔

قصص و تمثیلاتِ قرآنیہ میں مذہبی انسدادِ جرائم پر نفسیاتی اثرات ملتے ہیں کہ اللہ نے کفر و شرک کرنے والی قوموں کو کیسے کیسے تباہ و برباد کیا اور مزید یہ کہ انکے مذہبی جرائم کو ہمارے سامنے اس لئے رکھا کہ ہماری نفسیاتی تربیت ہو اور ہم ان جرائم سے بچیں جن میں وہ قومیں مبتلا ہو

---

[69] الدارمي،أبو حاتم محمد بن حبان، صحيح ابن حبان، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعةالأولى، 1408ه337/2

کر تباہ ہوئیں۔قصص و تمثیلاتِ قرآنیہ کے ذریعے انسدادِ جرائم کے اعتبار سے سماجی جرائم سے تدارک کا سبق ملتا ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ جب کسی قوم کی بداعمالیاں حد سے تجاوز کر جاتی ہیں تو پہلے خدا کی رحمت اور قانون اُسے مہلت دیتا ہے کہ وہ اپنی اصلاح کرلے۔جب اُس پر بھی وہ اپنی روش نہ بدلے تو خدا کا قانون پاداش عمل حرکت میں آتا ہے اور عذاب آخرت کے علاوہ دنیا ہی میں اسے ذلت اور پستیوں میں پھینک دیا جاتا ہے۔ قصص و تمثیلاتِ قرآنیہ میں معاشرتی جرائم کو بار بار نفسیاتی اعتبار سے رد کیا گیا ہے کیونکہ معاشرتی بداعمالیاں یعنی معاشرتی جرائم معاشرے کے لئے ایک ناسور بن جاتے ہیں۔ ہر معاشرے کا ایک دستور ہوتا ہے جس کے مطابق لوگ اپنی زندگیاں بسر کرتے ہیں۔اپنے روز مرہ کے معاملات کو انہی اصولوں کے تحت انجام دیتے ہیں۔

قصص و تمثلات قرآنیہ نے ادائیگی زکوۃ وصدقات کے جذبات کو پروان چڑھایا باہمی محبت و ہمدردی کی تدریس کی ہے ورِالٰہی کی معرفت عطا کی اور اسی سے نورِ باطن نصیب ہے جبکہ سابقہ امم میں جن امتوں کی تباہی کا ذکر ہے وہ نورِ الٰہی سے محروم ہیں۔ قصص و تمثلاتِ قرآنیہ نے معاشرے کو نعمتوں کی فراوانی پر شکر کی تعلیم دی کیونکہ جب بداعمال بڑھتے ہیں تو یہ تاریکی بھی بڑھتی جاتی ہے۔ قصص و تمثیلاتِ قرآنیہ نے معاشرتی جرائم سے نفرت میں ذہن سازی کی کیونکہ قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل نے برائی پہ برائی کی اور ان بداعمالیوں کے اثرات یہ ہوتے ہیں قصص و تمثلاتِ قرآنیہ نے معاشرتی جرم کی شناخت و تدارک کا ذہن دیا اور توبہ کی راہ ہموار کی جبکہ نبی اسرائیل اور نافرمان قومیں جب گناہوں کی دلدل میں اس قدر دھنس جائیں تو ایسے معاشرے سے گناہ کا تصور ہی ختم ہو جاتا ہے۔

نتائج وفوائد

اس تحقیق کے درج ذیل نتائج وفوائد ہیں:

I. قرآن کریم وحی الٰہی ہے، یہ قُربِ خداوندی کا ذریعہ ہے، رہتی دنیا تک کے لیے نسخہ کیمیاء ہے، تمام علوم کا سرچشمہ ہے، یہ ہدایت کا مجموعہ، رحمتوں کا خزینہ اور برکتوں کا منبع ہے۔

II. یہ ایسا دستور ہے جس پر عمل پیرا ہو کر تمام مسائل حل کیے جاسکتے ہیں، ایسا نور ہے، جس سے گمراہی کے تمام اندھیرے دور کیے جاسکتے ہیں ایسا راستہ ہے۔

III. قرآن مجید دنیا کی جامع اور کثیر الموضوعات کتاب ہے جس میں رہتی دنیا تک پر پیش آنے والے مسئلہ کا حل ہے۔

IV. قِصص و تمثیلاتِ قرآنی ہیں جن کے ذریعے عصر حاضر میں انسداد جرئم و اصلاح معاشرہ میں قرآن نے اہم کردار ادا کیا ہے۔

V. القصص عربی زبان میں نشانات کا پیچھا کرنے کو کہا جاتا ہے کہا جاتا ہے قصص اثرہ یعنی میں نے اس کے نشانات کا پیچھا کیا اور قصص مصدر ہے۔

VI. قرآن مجید تعلیماتِ الٰہی اور احکام کی تفہیم کے لیے کبھی قصے کا اسلوبِ بیان اختیار کرتا ہے۔

VII. کبھی ترغیب و ترہیب کا پیرایۂ بیان، تو کبھی تشبیہ و تمثیل کا انداز۔

VIII. قصص و تمثیلاتِ قرآنیہ میں مذہبی انسدادِ جرائم پر نفسیاتی اثرات ملتے ہیں کہ اللہ نے کفر و شرک کرنے والی قوموں کو کیسے کیسے تباہ و برباد کیا۔

IX. انکے مذہبی جرائم کو ہمارے سامنے اس لئے رکھا کہ ہماری نفسیاتی تربیت ہو۔

X. قصص و تمثیلاتِ قرآنیہ کے ذریعے انسدادِ جرائم کے اعتبار سے سماجی جرائم سے تدارک کا سبق ملتاہے۔
XI. قصص و تمثیلاتِ قرآنیہ میں معاشرتی جرائم کو بار بار نفسیاتی اعتبار سے رد کیا گیاہے۔
XII. قصص و تمثلات قرآنیہ نے ادائیگی زکوۃ و صدقات کے جذبات کو پروان چڑھایا باہمی محبت و ہمدردی کی تدریس کی ہے۔
XIII. معاشرے کو نعمتوں کی فراوانی پر شکر کی تعلیم دی کیونکہ جب بداعمال بڑھتے ہیں تو یہ تاریکی بھی بڑھتی جاتی ہے۔
XIV. قصص و تمثیلاتِ قرآنیہ نے معاشرتی جرائم سے نفرت میں ذہن سازی کی کیونکہ قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل نے برائی پہ برائی کی اور ان بداعمالیوں کے اثرات یہ ہوتے ہیں۔
XV. قصص و تمثلاتِ قرآنیہ نے معاشرتی جرم کی شناخت و تدارک کا ذہن دیا اور توبہ کی راہ ہموار کی ایسے میں معاشرے سے گناہ کا تصور قدرے رک جاتاہے۔

تجاویز و سفارشات

اس عنوان پر درج ذیل سفارشات پیش کروں گا۔

1. عصرِ حاضر میں انسدادِ جرائم و اصلاح معاشرہ کے اعتبار سے قصص و تمثیلاتِ قرآنیہ کو مشعلِ راہ بنایا جائے تاکہ نئی نسل کو ان قصص و تمثیلات سے آگاہی حاصل ہو۔
2. عصرِ حاضر میں انسدادِ جرائم و اصلاح معاشرہ کے اعتبار سے قصص و تمثیلاتِ قرآنیہ کو اپنے علمی و تحقیقی موضوعات کا حصہ بنائیں۔
3. انسدادِ جرائم و اصلاح معاشرہ کے اعتبار سے قصص و تمثیلاتِ قرآنیہ سے متعلق عوامی شعور بیدار کرنے کے لئے عوامی اجتماعات میں ان کے نفسیاتی نتائج و اثرات کو زیرِ بحث لایا جائے۔
4. قصص و تمثیلاتِ قرآنیہ کے نفسیاتی اثرات پر تقابلی اعتبار سے دیگر مذاہب کی تعلیمات کے ساتھ مزید تحقیق کی جائے۔
5. عصرِ حاضر میں انسدادِ جرائم و اصلاح معاشرہ کے اعتبار سے قصص و تمثیلاتِ قرآنیہ کو مزید عام فہم بنا کر پیش کیا جائے۔
6. انسدادِ جرائم و اصلاح معاشرہ کے اعتبار سے قصص و تمثیلاتِ قرآنیہ کو اخبارات میں لکھے جانے والے آرٹیکل کی صورت میں شائع کیا جائے تاکہ ایک عام قاری جس کی اخبار تک رسائی حاصل ہے اس تک یہ تحقیقی کام پہنچ سکے۔
7. انسدادِ جرائم و اصلاح معاشرہ کے اعتبار سے قصص و تمثیلاتِ قرآنیہ کے عنوان پر بچوں کے مابین مقابلے منعقد کئے جائیں اور انعامات سے ان کی حوصلہ افزائی کی جانی چاہیے۔
8. انسدادِ جرائم و اصلاح معاشرہ کے اعتبار سے قصص و تمثیلاتِ قرآنیہ کی خصوصیت و انفرادیت کی ترویج کی جانی چاہیے۔
9. ایچ ای سی کے اور دیگر یونیورسٹی کی سطح پر شائع ہونے والے رسائل میں م انسدادِ جرائم و اصلاح معاشرہ کے اعتبار سے قصص و تمثیلاتِ قرآنیہ اور اس طرح کے دیگر عنوانات پر تحقیقی آرٹیکل لکھنے کی ضرورت ہے۔
10. حکومتی اور پرائیویٹ سیکٹر میں انسدادِ جرائم و اصلاح معاشرہ کے اعتبار سے قصص و تمثیلاتِ قرآنیہ سے متعلق تعلیمی اداروں میں متاثر کن سرگرمیوں کی منصوبہ بندی کی جائے تاکہ طلباء کے قلوب و اذہان میں قصص و تمثیلاتِ قرآنیہ کو لیکر ان کی نفسیاتی تاثیر کو قبول کرنے کے جذبات پیدا ہوں۔

11. ذرائع ابلاغ کے ذریعے انسدادِ جرائم و اصلاح معاشرہ کے اعتبار سے قصص و تمثیلاتِ قرآنیہ سے متعلق عوام میں شعور و آگاہی کے لئے جدید نشریاتی نظام انٹر نیٹ یوٹیوب ، ٹی وی اور کیبل کو استعمال میں لایا جائے۔